Advance Social Science Archive Journal
Available Online: https://assajournal.com
Vol.3 No.1,January-March,2025.Page No.1687-1694
Print ISSN: 30062497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

HARAM FOODS AND THEIR SOCIO-ECONOMIC IMPACTS: AN ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF THE QURAN AND HADITH

ماکولات محرمہ اور ان کے سماجی و معاشی اثرات: قرآن و حدیث کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Dr. Sabah Naz	Lecturer, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad
	.Email: sabah.naz@numl.edu.pk
Rimsha Khalid	Lecturer, National University of Modern Languages Islamabad
	Email: rimsha.khalid@numl.edu.pk

ABSTRACT

Allah Almighty has created the entire system of the universe, and food is an essential part of this system and a basic human need. However, among these foods and drinks, some are considered lawful (halal) while others are forbidden (haram), because forbidden foods are harmful to humans in terms of physical, spiritual, and religious well-being. Allah Almighty has clearly outlined the details and harmful effects of forbidden foods in His Book, the Holy Quran. According to His commands, consuming these forbidden foods is prohibited so that the purity of the human body, beliefs, dealings, and social and economic life can be preserved. This paper presents an analytical study of the socio-economic impacts of Haram foods on human life in the light of the Quran and Hadith.

Key words: Haram Foods, Socio-economic Impact, Quran and Hadith, Islamic Ethics,Consumer Behavior

اللہ تعالیٰ نے کائنات کا مکمل نظام تخلیق کیا ہے اور کھانے پینے کی اشیاء نظامِ کائنات کا اہم حصہ ہیں اور انسان کی بنیادی ضرورت بھی ہیں۔ لیکن کھانے پینے کی ان اشیاء میں بعض حلال اور بعض کو حرام قرار دیا گیا ہے، کیونکہ ماکولات محرمہ انسان کے لیے جسمانی، روحانی اور دینی اعتبار سے مضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں ماکولات محرمہ تمام تر تفصیلات اور مضر اثرات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ اور حکماً ان تمام ماکولات محرمہ کا کھانا پینا حرام ہے تاکہ انسان کے جسم اور عقائد و معاملات اور اس کی سماجی و معاشی زندگی کی پاکیزگی قائم رہ سکے۔ زیر نظر مقالے میں ماکولات محرمہ کے انسانی زندگی پر سماجی و معاشی اثرات کا قرآن وحدیث کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

مأکولات کا مفہوم: مأکولات لفظ اکل سے ہے مادہ **أکل** ہے ماکولات بروزن مفعولات **أکل** سے مشتق ہے، المنجد میں عبد الحفیظ **بلیاوی** بیان کرتے ہیں: اکلاً ومأکلاً بمعنیٰ کھانا۔[1] أکل الطعام بمعنیٰ کھانا کھایا سورۃ المومنون میں **أکل** کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اللہ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ﴾[2] ترجمہ: اور تمہارے لیے ان میں اور بھی منافع ہیں اور بعض کو تم کھاتے ہو۔

"**أکل**" کے معنیٰ کھانے تناول کرنے کے ہیں اور مجازاً "اکلت النار الحطب" کا محاورہ بھی استعمال ہوتا ہے، یعنی آگ نے ایندھن کو جلا ڈالا اور جو چیز بھی کھائی جائے۔ ارشاد ہے، ﴿أُكُلُهَا دَائِمٌ﴾ اس کے پھل ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں۔[3] **الأكلة مرة** کا صیغہ ہے یعنی ایک مرتبہ کھانا۔[4] مصباح اللّغات میں

ماکولات کے ضمن لغوی تعریف کے مطابق اٗکل أكلا وماكلا الطعام : کھانا کھانے۔[5] البتہ القاموس الوحید میں ماکولات کو لغوی اعتبار سے یوں بیان کیاہے: المأکل بمعنیٰ کھائی جانے والی چیز[6]، اور المأکول بمعنیٰ کھانے کے قابل چیز، کھانا(ج) ماکولات اسی طرح ماکولات بمعنیٰ کھانے کے قابل اشیاء ہیں۔

ماکولات محرمہ اور ان کے سماجی اثرات:

حیوانات محرّمہ کے بارے میں لوگ اعتدال سے دور اور قانون فطرت سے بغاوت کرتے ہیں چہ جائیکہ اللہ نے حیوانات محرمہ کو اصول مفاد کے تحت مسلمان پر حرام قرار دیا ہے انسان کی یہ بے اعتدالی اور غیر متوازن طبیعت انسان کے لیے ہر اعتبار سے نقصان دہ ہے اور غذا کی یہ افراط و تفریط اور ماکولات محرّمہ کا استعمال انسان پر سماجی اور معاشرتی اعتبار سے برا اثر ڈالتا ہے، انسان پر اخلاقی اعتبار سے ان حیوانات وماکولات کے بدترین اثر کی وجہ سے معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔

اسلام انسان کی انتہائی نجی زندگی سے اس طرح محبت کرتا ہے کہ اس کی پاکیزگی اور صفائی یقینی ہو جائے اس طرح کہ اسے صحت بخش اور پاکیزہ غذا مہیّا کی جائے تاکہ مسلمانوں کا قلب وذہن پاک رہے اور منفعت بخش نتائج ملیں پاک اور صحت مند قلب وذہن صحت مند اخلاق وکردار کے حامل افراد ہی صحت مند معاشرہ بناتے ہیں اور پاکیزہ کردار اور پاکیزہ معاشرے کا انحصار پاکیزہ غذا پر منحصر ہے،

ماکولات محرّمہ کے خبیثہ اوصاف انسان کے وجود میں بس جاتے ہیں جس سے وہ معاشرہ اخلاقی اعتبار سے تنزّلی کا شکار ہو سکتا ہے۔ جیسے **خنزیر** میں بے شرمی کی صفت پائی جاتی ہے درندوں میں کینہ، بے حسی اور سختی، لومڑی میں چالبازی وغیرہ جیسی صفات مشہور ہیں یہ انسان کے وجود میں آنے سے معاشرے میں فساد برپا ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید نے انہی خبائث اوصاف سے انسان کو محفوظ رکھنے کے لیے اور صحت مند معاشرہ کے قیام کے لیے ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾[7] ترجمہ: ان کے لیے پاک چیزوں کو حلال کر دیا گیا ہے اور گندی چیزوں کو حرام کر دیا گیا ہے۔

غذائے خبیثہ سماجی اور معاشرتی فساد کا سبب بنتے ہیں، حلال اور پاک اغذیہ کے معاملے میں اسلام معقولیت اور اعتدال کے اصولوں پر سنجیدگی سے کاربند ہے اور ماکولات میں وہ تمام اشیاء ممنوع قرار دی ہیں جن میں انسانی معاشرے کا نقصان ہے ماکولات محرّمہ کی ممانعت کوئی من مانا اور بے قاعدہ فعل یا اللہ کا کوئی آمرانہ فیصلہ نہیں بلکہ یہ ایک ایسی مداخلت ہے جو انسانی معاشرہ کے بہترین مفاد میں ہے اور جب قرآن ماکولات کی اشیاء کو برا، ناپاک اور مضر بتاتا ہے تو اس کی محتاط نظریں انسانی اخلاقیات اور معاشرہ کی صحت، دولت اسکے تقویٰ اور عام زندگی میں اسکی روش پر رہتی ہے۔

قدرت الٰہی کی اس مداخلت کے پیچھے متعدد اسباب ہیں اور وہ سماجی، معاشرتی، عقلی، اخلاقی، روحانی، جسمانی اور اقتصادی ہیں اور اسکا ایک خاص مقصد انسان کو یہ بتانا ہے کہ وہ کس طرح زندگی میں ایک دیانتدارانہ روش اختیار کر کے اپنی نشوونما کر سکتا ہے تاکہ وہ خاندان کے اور پھر معاشرے کے اور بالآخر تمام انسانیت کے وسیع ڈھانچے میں ایک صحت مند اکائی کی حیثیت سے اپنی جگہ بنا سکے اور ماکولات محرّمہ کے استعمال سے انسان خود صحت مند نہیں رہتا اور پاک قلب وذہن کا حامل نہیں ہو تو وہ معاشرے کو صحت مند بنانے میں کردار ادا نہیں کر سکتا۔

حرام کھانے سے سماج میں حرام مال اور حرام اشیاء کو فروغ ملتا ہے اور گناہوں کی زیادتی ہوتی ہے کیونکہ حرام اشیاء کھانے والا حلال اور حرام میں تمیز کرنا کھو دیتا ہے۔

حضرت سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص حرام غذا کھاتا ہے اسکا تمام گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے وہ چاہیے خواہ نہ چاہے اس معاملہ میں وہ لاچار ہے۔[8]

اور اس صورت میں معاشرہ سے کلی طور پر گناہ اور ثواب، حلال اور حرام کی تمیز مفقود ہو جاتی ہے باطن ماکولات محرمہ کی خبائث کی سیاہ ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے ظاہراً تمام برائیاں جنم لیتی ہیں، اور معاشرہ برائیوں کا مجموعہ بن سکتا ہے۔

اسلامی نظریہ حیات میں پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:

اسلام نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے اگر ان کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیزیں جو یا تو فرد یا معاشرے کی جسمانی، اخلاقی اور معاشرتی زندگی کو مجروح کرتی ہیں یا انسانوں کے درمیان حقیقی تعاون، مساوات، آزادی جدوجہد، عدل وانصاف، اور قسط وتوازن کا قیام مشکل کر دیتی ہیں۔[9]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ (10) ترجمہ: پس جو چیزیں تم کو اللہ نے حلال اور پاکیزہ دی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو بشرطیکہ تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔(11)

اسلامی معاشرے کی بنیاد اعلیٰ اخلاق و کردار اور پاکیزہ اطوار پر ہے اور پاکیزہ اطوار پاکیزہ غذا سے استوار ہوتے ہیں۔

پروفیسر رفیع اللہ شہاب لکھتے ہیں: دین اور اسلامی معاشرے کا ماخذ اللہ کی طرف سے بھیجی گئی تعلیمات تھیں اور ان معاشروں کو قائم کرنے والوں نے اپنے آپ کو احکام خداوندی کے آگے جھکا دیا اور علت معلوم کرنے کی کوشش نہ کی اور دوسرے معاشروں نے ان احکامات کی غرض معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن عمل کرنے میں ناکام رہے ایسے معاشرے ہر دور میں ناقص رہے۔(12)

ناقص معاشرہ کی بنیاد اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی ہے اور انسان پر ماکولات محرّمہ کی حرمت وحکمت میں ایک حکمت ان کے بدترین سماجی اور معاشرتی اثرات ہیں۔

ماکولات میں سے حیوانات محرّمہ کے چند نجس اوصاف کو مولانا خالد(13) یوں بیان کرتے ہیں۔

ان حیوانات میں درندوں، سانپ اور بچھو وغیرہ کی کینہ پروری اور ریشہ زنی معروف ہے گدھے میں حماقت ضرب المثل ہے، **خنزیر** میں جنسی بے اعتدالی وہوسناکی کا اثر اس معاشرہ میں جنسی جرائم اور بے اعتدالی کو جنم دیتا ہے کتے کی حرص اور قناعت واستغناء سے محرومی لوگوں میں لالچ کو فروغ دیتی ہے، چھپکلی اور بعض حشرات الارض معاشرہ میں بیماریوں کا سبب بن کر لوگوں کو کمزور کر دیتے ہیں بندر کی بے شرمی، لومڑی کی چال بازی، گیدڑ کی بزدلی سماجی اعتبار سے لوگوں میں بے شرمی چال بازی اور بزدلی جیسی بری صفات پیدا کرتے ہیں۔(14)

یہ تمام اوصاف بے شرمی، حرص بے حیائی، جنسی بے اعتدالی، بزدلی، ہوسناک، بیماریاں، حماقت وغیرہ ایک کمزور اور ناقص معاشرہ کی نشاندہی کرتے ہیں اور حیوانات محرّمہ سے انسانوں میں یہ تمام صفات پیدا ہوتی ہیں جو کہ معاشرہ میں برائیاں اور جرائم کو جنم دیتی ہیں جس سے سماجی کمزوریاں سہل انداز میں نمودار ہوتی ہیں۔

خنزیر سے پیدا ہونے والی جنسی بے اعتدالی بے شرمی اور بے حیائی سماج میں جنسی جرائم اور قانون کی خلاف ورزی پھیلاتے ہیں لوگوں میں حیوانوں کی طرح آزاد جنسی زندگی گزارنے کی رغبت پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں غلیظ ذہن کے حامل قوموں کے آزاد جنسی عمل کو درست سمجھا جانے کی وجہ سے حیاء، شرم، حجاب اور انسانی شرف ووقار کو دقیانوسی عمل سمجھنے کا رجحان طاقتور صورت اختیار کر جاتا ہے۔

اسی طرح ان حیوانات کے اثر میں کتےؔ کی حرص کی وجہ سے معاشرے میں حرص وطمع کی برائی پیدا ہوتی ہے اور حرص سے انسان کی ضرورتوں کا حصار اور دائرہ وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے اور لالچی انسان اپنی خواہشات پوری کرنے کے لیے تمام حدود اور قانون داروں کو پھلانگ جاتا ہے جو معاشرہ میں جرائم اور قانونی بگاڑ کا سبب پیدا کرتے ہیں۔

حرص کی برائی کو مولانا ہارون بیان کرتے ہیں: لالچی فرد و حریص معاشرہ حلال وحرام کی تمیز کو کھو دیتا ہے ایسا فرد اور معاشرہ اپنے پست اور ادنیٰ مقصد کے لیے خون ریزی اور سفاکی سے بھی گریز نہیں کرتا اس ایک اخلاقی رذالت کی وجہ سے معاشرہ میں سینکڑوں برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں حسد، بخل، قطع رحمی، خیانت، بزدلی، بدگمانی اور عداوت کے شعلوں میں حریص انسان جھلستا رہتا ہے۔(15)

ماکولات محرّمہ کے استعمال کی وجہ سے ایسی رذیل صفات کے پیدا ہونے اور حلال وحرام کی تمیز کے ختم ہونے سے معاشرے میں اخلاق کی پرا قدار کو پامال کیا جا رہا ہے اور انسانیت کے ہر شرف کو تباہ کر دیا جاتا ہے اور ہمارا وہ اسلامی معاشرہ جو نور ایمان سے منور اور اللہ بتائے ہوئے حلال راستے اور روزی پر قانع ہونا چاہیے، فسق وفجور کی طرح مائل ہو گیا ہے اسلامی معاشرہ کا مطالبہ ہمہ جہتی پاکیزگی کا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغۃ میں فرماتے ہیں:

درندہ جانور جو اپنے شکار کو پنجوں سے نوچ کر کھاتا ہے سنگدلی اور بے باکی ضرب المثل ہے یہ وہ حیوانات ہیں جن کی فطرت لوگوں کو اذیت پہنچانا اور ان کے کھانے پینے کی چیزیں چھیننا ہے، وہ القائے شیطان کو قبول کرتے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں، حیوانات محترمہ میں گدھا ہے جو بے وقوفی (ضد اور ہٹ دھرمی) میں اور ذلّت کی زندگی بسر کرنے کے لحاظ سے ضرب المثل ہے بعض اوصاف میں شیاطین کی مانند ہے ان حیوانات کا گوشت مزاج انسانی کے خلاف ہے۔(16)

ماکولات محرّمہ میں اعتدال کی صفت نہ ہونے اور ایسے اوصاف رذیلہ معاشرتی طور پر انسان کو شیطانی افعال اور حرکات کی طرف مبذول کرواتے ہیں اور سماجی معاشرہ فتنہ وفساد کا شکار ہو جاتا ہے اور اسلامی معاشرے میں فیصلے اور احکامات اللہ کے قانون کے مطابق رائج نہیں ہوتے کیونکہ ماکولات محرّمہ کے حرام کرنے کا حکم اللہ کی طرف سے رائج ہوا اور یہ تمام احکامات ایک منظم معاشرے کی بنیاد رکھنے اور معاشرے کے اجتماعی تعلقات کی حدود و قیود باعتبار زندگی کے ہر پہلو کے تھے۔

سید قطب شہید فی ظلال القرآن میں لکھتے ہیں : قابل ذبح جانوروں میں تحلیل و تحریم، مختلف چیزوں میں سے حلال و حرام، مختلف جگہوں میں سے حلال و حرام کی حدود و قیود سب کی سب عقود ہیں یہ تمام عقود اور عہد وپیمان ایمان کی بنیاد پر قائم ہیں (معاشرہ میں) عقود اور بندشوں پوری طرح پابندی کرو یہی ایمان کا تقاضا ہے۔[17]

اللہ کے احکامات اسلامی معاشرے وسماج کی حدود و قیود ہیں اور حرام کھانے سے معاشرہ ہر ایک اثر یہ بھی پڑتا ہے کہ اسلامی قوانین اور حدود کی خلاف ورزی اور اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے زندگی کے تمام ضوابط اس ایمان عقیدہ اور پابندی عقود پر استوار ہوتے ہیں یہی احکامات اور امور وہ ضابطۂ حیات استوار کرتے ہیں جن پر اسلام کی عمارت استوار ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾[18] ترجمہ: اے ایمان والو! بندشوں کی پوری پابندی کرو۔

حرام غذا کا استعمال انسان میں خواہشات نفسانیہ کے تابع کر دیتا ہے اللہ کے احکامات میں ماکولات محرّمہ صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ انسانوں کے لیے مصلحت مفاد پوشیدہ کیے اسی وجہ سے آج مغربی معاشرے میں ان حیوانات کی وجہ سے جنسی بے راہ روی، قانون کی خلاف ورزی اور بے سکونی کا ماحول پیدا ہو چکا ہے اور یورپ کے لوگ اپنے نفس کے تابع ہیں اور مغربی معاشرہ برائیوں کا مجموعہ ہے جن علاقوں میں خنزیر پالا جاتا ہے اور اسکا گوشت استعمال کیا جاتا ہے وہاں بے راہ روی اور جنسی جرائم میں بے تحاشا اضافہ پایا گیا ہے کیونکہ خنزیر کے جسم میں بے شرمی کی صفات پائی جاتی ہیں جو کہ انسان پر اپنا اثر کرتی ہے اور انسانوں کی وجہ سے تمام معاشرہ بے حیائی اور بے راہ روی کی زد میں آ جاتا ہے۔

تفسیر عثمانی میں بیان کیا گیا ہے: خنزیر بے غیرتی، بے حیائی اور حرص اور رغبت الی النّجاسات میں سب جانوروں میں پڑھا ہوا ہے اور اسی لیے اللہ نے اس کی نسبت فانّہ رجس فرمایا ہے بلاشک نجس العین ہے۔[19]

حیوانات محرّمہ انسانی معاشرے میں بے غیرتی جیسی صفات بھی پیدا کرتے ہیں جو انسان کی شخصیت اور معاشرے کے منصب کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ ان ماکولات محرّمہ اور انسانی معاشرے کے تعلق کو واضح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: جہاں بے حیائی اور بے غیرتی پائی جائے گی وہاں گناہ ضرور پائے جائیں گے جو انسان کی شخصیت کو مجروح کرتے ہیں انسانی غیرت مردہ ہو جاتی ہے شرم وحیا کا جوہر فنا ہو جاتا ہے بے حیائی اور بے غیرتی یہ دونوں گناہ کا خاصہ ہیں۔[20]

قرآن پاک میں ارشاد ہے: ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾[21] ترجمہ: اور جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے فعلوں سے ہے اور وہ بہت سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔[22]

سماجی اور معاشرتی ان تمام مضرر ساں اثرات سے بچاؤ ماکولات محرّمہ سے گریز میں پنہاں ہے۔

ماکولات محرمہ کے معاشی اثرات:

ماکولات محرّمہ کا ضرر اور نقصان صرف جسمانی، اخلاقی، دینی، نفسیاتی، اور سماجی ہی نہیں بلکہ معاشی اعتبار سے بھی ہوتا ہے۔ یہ مال کو منفی اثرات کی وجہ سے برباد اور ثروت کو فنا کر دیتا ہے۔

معاشی زندگی میں خرید فروخت تبادلہ اشیاء تجارت وغیرہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے صرف وپیدائش کا عمل انہی عوامل کی تکمیل کی بناء پر ہوتا ہے۔

معاشرے کا ہر فرد کسی نہ کسی حیثیت سے ان عوامل سے گزرتا ہے اور اس کے اچھے برے اثرات سے متاثر ہوتا ہے، اسلام نے مصلحت و مفاد عامہ کے پیش نظر ان عوامل کو منضبط کرنے پر خصوصی توجہ دی ہے کے اصول مرتّب کیے ہیں۔[23]

قرآن پاک اور احادیث میں معاشی نظام کو فضیلت والا خیر وبرکت والا اور صحیح معنوں میں نافع بنانے کے لیے مندرجہ ذیل چند اصول مرتب کیے ہیں:

۱)لین دین صرف حلال اشیاء کا ہو۔

۲)کوئی شخص حرام اشیاء کی خرید وفروخت نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس معاملہ میں تعاون کر سکتا ہے۔

۳)ملاوٹ اور آمیزش سے اجتناب ضروری ہے۔

۴)حرام اشیاء کے استعمال کی طرح ان کی خرید وفروخت بھی ممنوع ہے۔

انہی اصولوں کے پیش نظر ماکولات محرمہ کی خرید وفروخت تجارت لین دین اور منافع ہر اعتبار سے حرام ہیں یہ مال کی برکت کو ختم کر دیتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی اور حکم عدولی کا باعث بھی بنتا ہے۔

اسلام نے آجر کے اس حق کو تسلیم کیا ہے کہ وہ اپنے منافع کو زیادہ سے زیادہ بنانے کے لیے سعی وجدوجہد کرے لیکن اپنے طرز عمل میں حلال وحرام کی قیود کی مکمل طور پر پاسداری کرے اللہ کی خوشنودی اصلاً مقصود ہونی چاہیے یہی اسلامی معاشی نظام کی اصل ہے۔

ماکولات محرّمہ کے ذریعے معاش کمانے سے انسان اپنے آپ کو محفوظ رکھے تو مادی منافع کی کچھ قربانی سے اگر وہ رضائے الٰہی کو پالے تو اس کا حقیقی منافع اس صورت سے زیادہ ہو گا جس سے وہ ان حرام اشیاء سے مادی منافع کی زیادہ حد کو چھولے مگر اس عمل سے خالق حقیقی کی نافرمانی اور ناراضگی کا سبب بنے مثلاً ایک مسلمان تاجر کو حلال کی نسبت محرمات کی تیاری اور فروخت سے زیادہ منافع کی توقع ہے، لیکن وہ حرام کے زیادہ نفع کو چھوڑ کر حلال کے کم نفع کو ترجیح دیگا کیونکہ اجر وثواب کا منافع اس عارضی اور حرام مادی منافع سے زیادہ ہو گا۔

ان محرّمات کے معاشی اثرات میں سب سے بڑا اثر اللہ کی نافرمانی اور حکم عدولی کر کے اپنے ہی پیسے اور دولت میں بے برکتی کا حصول ہے، کیونکہ اسلامی نقطہ نظر سے حقیقی منافع مادی منافع اور اخروی منافع کا مجموعہ ہے اور اس منافع کے حصول کے لیے حلال وحرام کی حدود کی پاسداری کو ضرور سمجھنا ہر مسلمان کا عین فرض ہے اگر وہ خالق حقیقی کی حکم عدولی کر کے ماکولات محرمہ سے دولت کمائے گا تو اس ذریعہ معاش میں اللہ کی ناراضگی کمائے گا اور اللہ کبھی اس دولت میں برکت نہیں ڈالے گا بلکہ اسطرح ناجائز ذریعے سے کمایا ہوا پیسہ ناجائز راستوں سے نکل بھی جاتا ہے۔

معاشی نظام میں جہاں کمانے کی صورتیں واضح ہیں وہی صرف (خرچ) کرنے کے بھی اصول وضوابط بیان کیے گے ہیں اور ان ماکولات محرّمہ سے حرام کمانا اور تسکین احتیاجات کے لیے غلط جگہ خرچ کرنا بھی حرام ہے۔[24]

شرعی احکام کی تعمیل واطاعت میں روح واخلاق کی اصلاح وبالیدگی کے جو اثرات ہیں اور جن سے اسکی ذاتی اور معاشرتی اور اجتماعی زندگی سنور تی ہے، اور دائمی زندگی کی راہ راست پر گامزن ہو کر آخرت میں فلاح وکامرانی کی منزل پر پہنچ سکتی ہے وہ حرام ذرائع سے بچاؤ ہے اور خالق کائنات کی نافرمانی سے عقل ان حقائق تک رسائی حاصل نہیں کر سکتی ایسے مال سے انسان کا صدقہ تک قبول نہیں کیا جاتا ہے۔

ماکولات محرمہ سے حاصل کردہ رزق اور مال صدقہ وخیرات میں خرچ کرنے سے پاک وحلال نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا کوئی اجر وثواب ملتا ہے دنیا میں بھی اس کی سزا اور آخرت میں خدائی حدود واحکام کی نافرمانی دخول جہنم کا سبب بنتے ہیں۔

ماکولات محرمہ بذات خود حرام قرار دی گئی ہیں مردار اور حرام جانور سے بذریعہ معاش نفع اٹھانا اور خرید فروخت ہر اعتبار سے ممنوع قرار دی گئی ہے۔

حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: قَالَ رَسُولُ اللهِ اِنَّ اللهَ اِذَا حَرَّمَ عَلٰی قَومٍ أَکلَ شَیءٍ حَرَّمَ عَلَیھِم ثَمَنَهُ اِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَیعَ الخَمرِوَالمَیتَةِوَ الخِنزِیرِوَالاَ صنَامِ[25] ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ نے جن چیزوں کا کھانا حرام قرار دیا ہے ان کی تجارت بھی اللہ نے حرام قرار دی ہے بے شک اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام کر دیا ہے۔

ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے: قَالَ رَسُولُ اللهِ خُذُو مَا اُحِلَّ وَ اترُکُوا مَاحُرِمَ[26] ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رزق حلال حاصل کرو اور حرام کے تمام طریقے ترک کرو؛

حدیث پاک میں ارشاد ہے: فَاِن تُعُسِّرَعَلَیکُم شَیءٌ مِّنهُ فَاطلُبُوهُ بِطَاعَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ[27] ترجمہ: کسب معاش میں اگر تمہیں کوئی تنگی اور مشکل پیش آئے تو اسے حاصل کرنے کے لیے تعلق باللہ کا سہارا اختیار کرو۔

مذکورہ بالا حدیث سے واضح کیا جا رہا ہے کہ حرام اشیاء سے کامیابی اور فائدہ چاہے کتنی جلدی اور زیادہ حاصل کیوں نہ ہو حرام ہے اور کسی مومن کے لیے یہ جائز نہیں ہے جبکہ رزق حلال مطلوب ہے خواہ کتنی ہی مشقت اور قلیل مقدار میں کیوں نہ حاصل ہو۔

حضور ﷺ کا ارشاد اسی مقصد کی طرف رہنمائی کرتا ہے: اَلَاْفَاتَّقُوا اللهَ وَاجمَلُوا فِی الطَّلَبِ وَلَا یَحمِلَنَّکُم اِستِبلَاءَ الرِّزقِ۔۔۔ (28)
خبر دار اللہ سے ڈرتے رہو اور رزق حاصل کرنے میں جائز اور اخلاقی طریقے اختیار کرو حصول رزق میں ذرا سی تاخیر نہ کرو پسندیدہ حلال۔
اتقو اللہ میں تمام غیر اخلاقی غیر منصفانہ اور حرام ذرائع اور طریقوں سے بچنے کی کوشش کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ماکولات محرّمہ انہی ذرائع میں داخل ہیں۔ اللہ کی معصیت و نافرمانی کا ارتکاب رکھنے والا ذریعہ معاش باطل اور ناپاک ہے اور اس سے مال میں بے برکتی ہوتی ہے۔(29) حرام کی روزی کھانا اور اسکی فکر و تدبّر کرنا اور اس کی کمائی میں لگنا سب معاصی اور اللہ کی نافرمانی ہیں اور موجب عذاب ہیں،

انسان حرام ذرائع سے مال کمانے میں لگ جاتا ہے جبکہ اسلامی معاشی نظام کی بنیاد پر حلال ذریعۂ معاش ہے اور اسی بنیاد کی نفی کرتے ہوئے انسان پست مقاصد کے کانٹوں میں الجھ جاتا ہے اور اس سے بدترین معاشی اثر حرام ذریعہ معاش اور کمائی کے گناہ میں طلب الذت کا پیدا ہونا ہے، اسی حرام کمائی اس کے گھر والوں اور اسکی اولاد کے لیے بھی نقصان دہ ہوتی ہے، بظاہر دنیاوی فائدہ ضرور ہوتا ہے لیکن اس کا اثر اولاد کی غلط تربیت کی صورت میں ہوتا ہے انسان رزق حلال کی کشش و لذت کی وجہ سے اپنے فرائض منصبی اور فرائض خلافت سرانجام دینے کے بجائے لذائذ نفس کی دلفریبیوں کا شکار ہو جاتا ہے شیطان ایسے لوگوں کو ہمیشہ فریب کا دانہ اطمینان دلاتا ہے۔ کہ ذرائع معاش حرام بھی ہوں تو دنیا کمانے اور پیٹ پالنے کے لیے اپنی جگہ جائز ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ﴾ (30) ترجمہ: اب میں زمین میں ان لوگوں کے لیے گناہوں کو آراستہ کر کے دکھاؤں گا اور سب کو بہکاؤں گا۔(31)

اور ایسے انسان میں اللہ کے ہاں محاسبے کا کھٹکا بھی نہیں رہتا یہ ایک گمراہ کن نظریہ ہے جو حرام ذریعہ معاش سے انسان میں پیدا ہوتا ہے، اس معاشی نظریہ کے تحت انسان حرام کمائی میں سے یتیموں، درس گاہوں، سماجی و رفاہی کاموں میں کبھی کبھار چندہ دینے کے بعد بقیہ مال کو طیّب تصور کرتا ہے اور اس کی حرص و ہوس مزید بڑھتی چلی جاتی ہے اور رزق حرام کی لذت و کشش کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ " چھٹتی نہیں یہ کافر منہ سے لگی ہوئی "(32)

غرض یہ کہ بے شمار مفاسد اور برائیوں کی بنیاد پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے محرمات اور اس کی تجارت اور معاشی اعتبار سے انتفاع کو حرام قرار دیا ہے اور اسی سے متعلقہ معاملات کے اعتبار سے ماکولات محرّمہ کی دکان میں ملازمت کر کے روزی کمانا، ان ماکولات کی درآمد برآمد سب حرام ہے اسلام نے ماکولات محرّمہ کو انسان کی ضرورت و معیشت سے قطعی اور کلّی طور پر نکال دیا ہے ایسا کرنے سے ایمان کی کمزوری بھی پیدا ہوتی ہے، کیونکہ خالق حقیقی کی معصیت دلوں کو سخت کر دیتی ہے گناہ کا احساس ختم ہو جاتا ہے اس طرح ایک صحت مند اور صالح معاشی نظام استوار نہیں ہوتا اور انسان غلط طریقوں سے حرام روزی کمانے کے لیے حیلے اور بہانے تلاش کرتا ہے۔
اللہ کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ۔ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ (33) ترجمہ: اے لوگو: زمین کی چیزوں میں جو حلال اور پاکیزہ ہیں ان کو کھاؤ اور اس بارے میں شیطان کے قدموں پر مت چلا کرو وہ تمہارے واسطے کھلا دشمن وہ تم کو برائی اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں۔(34)

اس آیت میں اللہ نے صریح الفاظ میں شیطان کے بہکانے میں آکر حرام اشیاء سے کسی طرح بھی فائدہ اٹھانے کو منع کیا ہے ان کو ذریعہ معاش بنانا بدرجہ اولیٰ حرام ہے اور معاشی اثرات میں محرّمات اشربہ کے ایک بدترین اثر شیطان کے حیلے بہانوں میں آکر ناجائز ذرائع اور جھوٹ و خیانت کو ذریعہ بنانا ہے۔(35)

انسان کمانے میں ایمانداری اور سچائی سے کام لینے کے بجائے ایسے اوہام اور افکار کا شکار ہو جاتا ہے جو اس کو ارتکاب جرائم پر مجبور کرتے ہیں اور اس طرح وہ قانون کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں قانون میں بھی حرام اشیاء کی خرید و فروخت سے منع کیا گیا ہے۔
ماکولات محرّمہ کے بدترین اثرات ہیں انسان کی خالق حقیقی کی نافرمانی، معاشی نظام کے قوانین کی خلاف ورزی، اپنے فرائض اور منصب خلافت سے غیر ذمہ داری، اولاد کی غلط تربیت، مال کی لالچ و حرص، ایمان کی کمزوری وغیرہ شامل ہیں، اسی لیے اسلامی معیشت کے بنیادی اصولوں میں اہم اصول حرام ذریعہ معاش سے احتیاط و گریز ہے تاکہ ان تمام برائیوں اور معاصی سے بچا جاسکے اور معاشی نظام اسلام کے اصولوں کے مطابق ہو اور صالح اور مضبوط معاشی نظام استوار ہو سکے۔

نتائج:

1) کھانے کی اشیاء کو ماکولات کہا جاتا ہے اور ماکولات محرّمہ کھانے کی وہ اشیاء ہیں جو انسان پر حرام ٹھہرائی گئی ہیں۔

2) ماکولات کی حرمت کا مقصد انسان کی خدمت اور راحت ہے حرام ماکولات سے پرہیز و گریز میں انسان انتفاع حاصل کر سکتا ہے اسی لیے اس کی حرمت اہمیت کی حامل ہے۔

3) سورۃ مائدۃ، سورہ انعام، سورہ بقرہ وغیرہ میں محرّمات کی تفصیل ہے اور اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان حرام کھانے کی چیزوں سے بچیں یہی منفعت کا ذریعہ و سبب ہے۔

4) ناقص معاشرہ کی بنیاد اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی ہے اور انسان پر ماکولات محرّمہ کی حرمت و حکمت میں ایک حکمت ان کے بدترین سماجی اور معاشرتی اثرات ہیں۔

5) ماکولات محرّمہ کے خبیثہ اوصاف انسان کے وجود میں بس جاتے ہیں جس سے وہ معاشرہ اخلاقی اعتبار سے تنزّلی کا شکار ہو سکتا ہے۔ جیسے خنزیر میں بے شرمی کی صفت پائی جاتی ہے درندوں میں کینہ، بے حسی اور سختی، لومڑی میں چالبازی وغیرہ جیسی صفات مشہور ہیں یہ انسان کے وجود میں آنے سے معاشرے میں فساد برپا ہو سکتا ہے۔

6) خنزیر سے پیدا ہونے والی جنسی بے اعتدالی بے شرمی اور بے حیائی سماج میں جنسی جرائم اور قانون کی خلاف ورزی پھیلاتے ہیں لوگوں میں حیوانوں کی طرح آزاد جنسی زندگی گزارنے کی رغبت پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں غلیظ ذہن کے حامل قوموں کے آزاد جنسی عمل کو درست سمجھا جانے کی وجہ سے حیاء، شرم، حجاب اور انسانی شرف و وقار کو دقیانوسی عمل سمجھنے کا رجحان طاقتور صورت اختیار کر جاتا ہے۔

7) ماکولات محرّمہ میں اعتدال کی صفت نہ ہونے اور ایسے اوصاف رذیلہ معاشرتی طور پر انسان کو شیطانی افعال اور حرکات کی طرف مبذول کرواتے ہیں اور سماجی معاشرہ فتنہ و فساد کا شکار ہو جاتا ہے۔

8) ماکولات محرّمہ سے کسب معاش باطل ہے باطل ہونے سے مراد اسلام نے جن اشیاء کو مستقلاً حرام قرار دیا ہے ان کی خرید و فروخت اور کسی قسم کی بیع حرام و باطل ہوگی مثلاً سؤر کی ہر چیز، کتا، مردار گوشت اس کی چربی وغیرہ اور ان سے متعلقہ تمام ذرائع سے دولت حاصل کرنا باطل ہوگا۔

9) ماکولات محرّمہ میں جو حیوانات حرام ہیں ان کی خرید و فروخت بھی بغیر کسی عذر شدید کے حرام ہے اسی طرح جو جانور پرندے یا شکار کھاتے ہیں جیسے، شیر، چیتا، باز، بھیڑیا، گیدڑ، شکرا، گدھ، چیل وغیرہ کا کاروبار بھی کراہت سے خالی نہیں۔

10) ماکولات محرّمہ کی خرید و فروخت سے جو حرام مال انسان کھاتا ہے اس سے اللہ اور رسول کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے جو اللہ اور رسول کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے نتیجتاً اچھے اعمال کی حلاوت بھی نہیں ملتی اور حرام خور کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔

سفارشات:

- ماکولات محرمہ سے متعلق معلومات کو نصابی کتب میں شامل کیا جائے تاکہ طلباء کھانے پینے کی حرام اشیاء سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- بدلتے وقت اور حالات کے پیشِ نظر مسلمانوں کو درپیش جدید مسائل کی رہنمائی کے لئے ماکولات محرمہ سے متعلق سیمینارز منعقد کروائے جائیں۔
- کھانے کی حرام اشیاء کے مضر اثرات و مفسدات اور اہمیت پر متفرقہ کتب تحریر کی جائیں۔
- ماکولات محرمہ کے بطور ادویہ استعمال اور علاج پر ڈاکٹرز کے ساتھ ورکشاپس منعقد کروائی جائیں۔

حوالہ جات و حواشی:

(1) المنجد، مولانا عبد الحفیظ بلیاوی، فروری ۲۰۰۲، مکتبۂ قدوسیہ اردو بازار لاہور، ص ۴۱،

(2) المومنون: ۲۱

(3) لسان القرآن، مولانا محمد حنیف ندوی، ۱۹۹۸ء، علم و عرفان پبلشرز، ج ۱، ص ۹۷،

(4) المفردات فی غرائب القران، ص ۳۶

(5) مصباح اللغات، ص ۳۷

[6]القاموس الوحید، مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی، جون ۲۰۰۱ء، ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۱۳۰

[7]الاعراف:۱۵۷

[8]اکسیر ہدایت از کیمائے سعادت، ابو حامد محمد الغزالی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص 175

[9]اسلامی نظریہ حیات، شعبہ تصنیف تالیف و ترجمہ، کراچی یونیورسٹی ۱۹۷۹ء، ایڈیشن، ص ۴۵۶،

[10]النحل:۱۱۴/ 14

[11]ترجمہ قرآن حکیم، ص 348

[12]اسلامی معاشرہ، رفیع اللہ شہاب پروفیسر ،۱۹۸۸ء، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ص ۴۹

[13]مولانا خالد سیف رحمانی نومبر 1956 میں بہار انڈیا میں پیدا ہوئے بہت بڑے اسلامی اسکالر اور آل انڈیا مسلم لاء بورڈ کے بانی تھے۔ قرآن، سنت اور شریعت میں مسلمانوں کی جدید مسائل میں رہنمائی کی۔ اہم کتابوں میں علم اصول حدیث، فقہ القرآن، جدید فقہی مسائل مشہور ہیں۔ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے جنرل سیکرٹری بھی رہے۔

[14] حلال و حرام، خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا، مئی ۲۰۱۵ء، زمزم پبلشرز کراچی، ص ۱۲۲

[15] تعمیر معاشرہ اور ہماری ذمّہ داریاں، محمد ہارون معاویہ، مولانا، اگست ۲۰۰۶ء، دار الاشاعت اردو بازار کراچی، ص ۳۵۳

[16] حجۃ اللہ البالغۃ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ، دسمبر ۱۹۸۳ء، قومی کتب خانہ لاہور، حصّہ دوم، ص ۱۹ے

[17] تفسیر فی ظلال القرآن، معروف شاہ شیرازی، سید، جنوری ۱۹۹۷ء، ادارہ منشورات اسلامی لاہور، ج ۲، ص ۴۱۵

[18]المائدۃ:۱/ ۵

[19] تفسیر عثمانی، شبیر احمد عثمانی، مترجم محمود الحسن، ۲۹۹۳، دار الاشاعت اردو بازار کراچی، ج اوّل، ص ۱۲۰

[20]معاشرے کی روحانی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج، احمد بن حجر، مترجم نصیر احمد علی، ۱۹۸۸ء، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور، ص ۴۳

[21]سورۃ الشوریٰ:۳۰/ 25

[22]ترجمہ قرآن حکیم،ص622

[23]اسلام کا معاشی معیار اخلاق، حکیم محمد اسحاق، فروری ۱۹۷۷ء، ایس ٹی پرنٹرز گوالمنڈی راولپنڈی، حصہ دوم، ص ۵۸

[24]اسلامی معاشیات، پروفیسر عبد الحمید ڈار، علمی کتاب خانہ لاہور، ص ۵۳

[25] صحیح بخاری شریف، الجزء الخامس، ص ۹۸۴، حدیث، ۵۵۳۱

[26]سنن ابن ماجہ، ص ۳۰۸، حدیث ۲۱۴۴

[27] معجم الکبیر للطبرانی، ابو قاسم سلیمان الطبرانی، ۲۰۱۳ء، دار الاشاعت اردو بازار کراچی، ص ۳۲۱

[28]السنن کبریٰ للبیہقی، ص ۱۰۳

[29]اسلام کا معاشی و معیار اخلاق، ص 38

[30]الحجر:۳۹/ 14

[31]ترجمہ قرآن حکیم، ص 328

[32]اسلام کا معاشی و معیار اخلاق، ص ۳۸

[33]البقرۃ:۱۶۸-۱۶۹

[34]ترجمہ قرآن حکیم، ص 32

[35]اسلامی معیشت کے بنیادی اصول، محمد عبد السلام، ۱۹۹۳ء، ص ۸۷، اسلامی کتب خانہ کراچی، ص ۸۷